خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم (۳۹)
بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد والا دور پھر اس کے بعد والا دور۔

یہ تین دور صحابہ، تابعین و تبع تابعین کے بنتے ہیں ان میں سے دور صحابہ کی مراسیل پر بحث گذر چکی ہے۔ اور باقی دو زمانوں کی مراسیل پر اکٹھے اس لئے بحث ہوتی ہے کہ دونوں خیر القرون ہیں اور دونوں زمانوں کے بارے میں ایک ہی حکم ہوگا۔

علماء اصول مراسیل تابعین و تبع تابعین کے بارے میں تین آراء رکھتے ہیں۔

۱۔ جمہور شافعیہ اور اہل ظاہر کی رائے۔

۲۔ امام شافعی کی رائے۔

۳۔ احناف، مالکی اور حنبلی علماء اصول کی رائے۔

جمہور شافعیہ اور اہل ظاہر کی رائے!

اس رائے کے حامل متاخرین شافعیہ اور اہل ظاہر ہیں، ان کے نزدیک مرسل ناقابل اعتبار ہے اور اگر سند کا حوالہ نہیں دیا گیا تو چاہے کبار تابعی ہے یا صغار ان کی روایتیں قطعاً حجت نہیں۔(۴۰)
ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ روایت حدیث میں کسی ایک راوی کا معلوم نہ ہونا گویا اس راوی کی صفات کا معلوم نہ ہونا ہے اور جب تک راوی کے نام اور اس کی صفات کا پتہ نہ ہو اس کی حدیث بھی مقبول نہیں ہوگی۔ (۴۱)

۲۔ حدیث کے مقبول ہونے میں ایک شرط راوی کی عدالت کا معلوم ہونا ہے اور حدیث مرسل میں راوی کی عدالت کا علم نہیں ہوتا اس لئے اس کی حدیث بھی مقبول شمار نہیں ہوگی۔

(باقی آئندہ)

---

(۳۹) صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۳۶۵۰

(۴۰) سبکی۔ الابہاج فی شرح المنہاج، ج ۲، ص ۳۲۲۔

(۴۱) غزالی۔ المستصفی، ج ۱، ص ۱۰۸۔

نام: السید عبد الرشید — تخلص: یزدانی جالندھری

تاریخ پیدائش: ۱۷ جولائی ۱۹۱۵ء — وفات: ۲۳ مئی [illegible]

نعت

شہِ کونین کا اسوہ جو شمعِ رہنما ٹھہرے
فلاح و فوز کی منزل ہمارے زیرِ پا ٹھہرے

جہاں بھر سے سکون و امن کا گہوارہ بن جائے
جو دستورِ زمانہ اُنؐ کا دستورِ ہُدا ٹھہرے

ہوا انسان پر اتمام نعمت اُنؐ کے آنے سے
وہؐ ختم المرسلین ٹھہرے، امام الانبیاء ٹھہرے

بھٹک سکتا نہیں ہے کاروانِ ملّتِ بیضا
محمد مصطفٰےؐ جب رہنما و پیشوا ٹھہرے

شہنشاہی سے بڑھ کر ہے گدائی اُنؐ کے کوچے کی
حریفِ قیصر و جم ان کے کوچے کے گدا ٹھہرے

کچھ ایسے رُوح پرور تھے نظارے راہِ طیبہ کے
کہ ہم رُک رُک گئے اک اک قدم پر جا بجا ٹھہرے

حضورِ مصطفٰےؐ میرا سلامِ عجز پہنچانا
جو اُنؐ کے روضۂ اطہر پہ اے بادِ صبا ٹھہرے

درود اُنؐ پر، سلام اُنؐ پر، تحیات و صلوٰۃ اُنؐ پر
جو دُکھیوں کا سہارا، غمزدوں کا آسرا ٹھہرے

عطا عشقِ نبیؐ میں ہو وہ اسلوبِ سخن یارب!
کہ یزدانی بھی کعبؓ ابنِ زُبیر اس دور کا ٹھہرے

قسط ۱۷

عہد مغلیہ یورپی سیاحوں کی نظر میں

۱۵۸۰ء سے ۱۶۳۰ء

پروفیسر محمد عمر، شعبۂ تاریخ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

(۲) لوگ، لباس اور دوسرے حالات

مردانہ لباس:

اپنی حیثیت کے مطابق دونوں ہندو اور مسلمان "عمدہ یا معمولی" سفید سوتی کپڑے کے بنے ہوئے لباس پہنتے تھے۔ وہ لوگ کمر کے اوپر ایسا لباس (انگرکھا) پہنتے تھے جس میں کئی تہیں ہوتی تھیں اور (انکی پنڈلیوں کے وسط تک لمبا ہوتا تھا"۔ اور اسی کپڑے کے لمبے پائجامے پہنتے تھے جو ان کے ٹخنوں تک ہوتا تھا۔ "پیروں کے اوپر اس میں بہت سی چوڑیاں بنانے کو بہادرانہ ایک چالاکی سمجھا جاتا تھا"۔ پیروں میں وہ لوگ چپلیں پہنا کرتے تھے۔ ہندوؤں (جو سر میں بال رکھتے تھے) اور مسلمانوں (جو سر کے بال منڈاتے تھے)۔ دونوں کے سروں پر بہت صاف ایک چوکور پگڑی بندھی ہوتی تھی جو سر سے ذرا اوپر اٹھی ہوتی تھی۔ لیکن وسط میں ہموار ہوتی تھی"۔ سفید کپڑے کے بجائے بعض لوگ اس پر ریشمی اور طلائی پٹی لگوا لیتے تھے۔ یہ "صاف اور ہلکی" معلوم ہوتی تھی۔

زنانہ لباس: مسلمان عورتیں یا تو سادہ سفید لباس پہنتی تھیں یا ایسے کپڑے جن پر طلائی پھول بنے ہوتے تھے۔ ان کا اوپری لباس "تنگ و چست" ہوتا تھا لیکن ساخت میں کم و بیش مردوں جیسا ہوتا تھا۔ بعض مرتبہ وہ مردوں کی طرح اپنے سر پر رنگین پگڑیاں باندھتی تھیں جن میں طلائی اور نقرئی دھاگے لگے ہوتے تھے"۔ کیونکہ دوسرے رنگوں کا وہ بہت کم استعمال کرتی ہیں"۔ ان کے کپڑے یا تو سرخ یا سفید ہوتے تھے۔ ان کے پائجامے بھی "متعدد قسموں کے

ریشمی کپڑوں کے بنے ہوتے تھے، جو رنگ برنگے ہوتے تھے۔ بندگاڑیوں میں عورتیں سفر کیا کرتی تھیں۔ جب وہ پیدل جاتیں یا گھوڑے کی سواری پر سوار ہوتیں تو وہ سفید ایک برقعہ پہن لیتیں یا چہرے پر نقاب ڈال لیتیں۔

ہندو عورتیں سُرخ رنگ کے علاوہ کسی دوسرے رنگ کا استعمال نہیں کیا کرتی تھیں۔ وہ ایسے سوتی کپڑے پہنتی تھیں جن پر رنگا رنگ کے سرخ نقش و نگار بنے ہوتے تھے یا ایسے رنگوں کے کپڑے پہنتی تھیں جو دور سے سُرخ معلوم ہوتے تھے۔ وہ ایسی ایک انگیا پہنتی تھیں جس کی آستینیں کہنیوں تک لمبی ہوتی تھیں۔ بالعموم ان کا بقیہ ہاتھ ہاتھی دانت یا سونے چاندی کی چوڑیوں سے بھرا ہوتا تھا۔ کمر کے نیچے وہ "لمبا ایک لہنگا پہنتی تھیں جو پیروں تک نیچے لٹکا ہوتا تھا۔ جب وہ کشتی پر سوار ہوکر جاتیں تو وہ اپنے جسموں کو ایک لبادے سے ڈھک لیتی تھیں جو اس چادر کے مشابہ ہوتا تھا جو مسلمان عورتیں استعمال کیا کرتی تھیں یا لال ایک کپڑا اوڑھ لیتی تھیں" جس پر رنگ برنگے نشانات ہوتے تھے۔ وہ اپنے کو سونے چاندی کے زیورات سے آراستہ کرتی تھیں۔ اپنے کانوں میں وہ کافی "بڑے آویزاں یا سونے چاندی کی ایک بالی پہنتی تھیں جس کا قطر تقریباً نصف بالشت ہوتا تھا" دو انگل ایک پر کا وہ بنا ہوتا ہے اور قسم قسم کے اس پر نقش و نگار بنے ہوتے ہیں جو بہت زیادہ غیر متناسب چیز معلوم ہوتی ہے" ان کے چہرے چھپے نہیں ہوتے جنہیں ہر ایک شخص گھر اور باہر دونوں جگہوں پر دیکھ سکتے تھے۔ وہ "باحجاب اور قابل عزت" ہوتی تھیں۔

کمبیات کے ہندوؤں کا اخلاق :

کمبیات کے ہندو لوگ اپنے گھروں میں مرد یا عورت غلام کی حیثیت سے نہیں رکھتے تھے۔ امرد پرستی کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ نہ صرف زنا کاری کو بلکہ معمولی مجامعت کو بھی وہ لوگ ایک گناہ خیال کرتے تھے۔ عام طور پر وہ صرف ایک شادی کرتے تھے اور زندگی میں اسے طلاق نہ دیتے تھے۔ بعض لوگ ایک سے زائد شادیاں کرتے تھے۔ بشرطیکہ ان کی پہلی بیوی بانجھ ہوتی یا کہیں دور واقع جگہ میں رہتی ہوتی۔" لیکن اس بات کو اگر وہ شہزادے

نہ ہوتے تو اچھا نہیں سمجھا جاتا؛ جب پہلی بیوی کی موت ہو جاتی تو وہ دوسری شادی کر لیتے لیکن اگر شوہر مر جاتا تو اس کی بیوی دوسرا شوہر نہ کرتی۔

ہندوستانی ملازمین اور انکے اسلحے؛

پیٹرا نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے نوکروں کا یہ قاعدہ تھا کہ نہ صرف جب وہ سفر پر جاتے تھے بلکہ قصبے میں رہتے ہوئے بھی پوری طرح سے مسلح رہتے تھے۔ جب وہ گھر میں خدمت کرتے تھے تو وہ اپنے ہتھیار اپنی بغلوں میں رکھتے تھے اور رات کے علاوہ جب وہ سونے جانے کی تیاری کرتے تھے وہ انھیں الگ نہیں رکھتے تھے۔ ہندوستانی ایک نوکر کی تنخواہ بہت تھوڑی تھی تقریباً تین روپیہ فی ماہ۔ وہ سفید کپڑے پہنتے تھے۔ ان کی خوراک چاول اور مچھلی پر مشتمل تھی۔ پیٹرا نے لکھا ہے کہ: "اس لیے ہر شخص بلکہ معمولی آمدنی کا ایک آدمی بھی بڑے ایک خاندان کی پرورش کرتا ہے اور بڑے آرام سے گذر بسر کرتا ہے۔ اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے کہ یہاں اخراجات بہت کم ہیں یہ بات بڑی آسان ہے"! غلام بہت تھے اور "بے سروسامانی کی حالت میں رہتے تھے۔

مرد اپنی دولت کا علانیہ مظاہرہ کرتے تھے:

نہ صرف فیکٹری (کارخانہ) کے اعلیٰ عہدہ داران بلکہ سورت کے دوسرے لوگ بھی بڑی شان وشوکت سے باہر نکلتے تھے "نہ صرف وہ لوگ جو عہدہ داران ہیں بلکہ بہت سے غیر سرکاری لوگ، چاہے ان کا کسی ملک یا مذہب سے تعلق ہوتا، ان علاقوں میں اتنی زیادہ شان وشوکت اور سازوسامان کے ساتھ رہ سکتے تھے جیسے کہ ان کی خواہش ہوتی۔ "یہاں اتنی زیادہ آزادی ہے کہ کوئی بھی فرد اگر وہ چاہے اور اس کی حیثیت ہو تو اسقدر شان وشوکت کا مظاہرہ کر سکتا ہے جیسی ایک بادشاہ خود کرتا ہے۔ اس لئے سب لوگ بڑے شریفانہ طریقے سے رہتے ہیں اور اس کام کو بڑے اطمینان سے کرتے ہیں کیونکہ ان کا بادشاہ اپنی رعایا کو بے بنیاد الزام میں ماخوذ کر کے سزا نہیں دیتا۔ اور نہ ہی انھیں

پُرشکوہ حیثیت سے رہتے ہوئے دیکھ کر ان سے کچھ چھین نہیں لیتا جیسا کہ دولت و ثروت دیکھ کر مسلمانوں کے اکثر ملکوں میں ہوتا ہے "

پانی پینے کا طریقہ :

ہندوستان میں جو اب بھی ایک عام طریقہ ہے ۔ پیٹرا نے پانی پینے کا وہی طریقہ یہاں دیکھا تھا کہ منہ سے برتن کو اونچا اٹھا کر چلّو سے پانی پیتے تھے یا اوپر سے منہ میں سیدھے پانی ڈال کر۔ اس نے اس طریقہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے ۔

موسم گرما میں دوران سفر اور گھر میں رہتے ہوئے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے ۔ کہ لوگوں کو اپنے کو تازہ دم کرنے کے لئے تھوڑا پانی پینے کی ضرورت پڑتی ہے ۔ چونکہ ہر شخص کے پاس پانی پینے کا اپنا برتن ہوتا اس لئے اپنے ساتھی کے پیالے کو گندہ ہونے سے بچانے کے لئے ایسا ایک راستہ تلاش کر لیا گیا جس طریقے سے کوئی شخص اپنے یا دوسرے پیالے میں بالواسطہ یا بلا واسطہ نجس ہونے کے خطرے یا بلا تامل پانی پی سکتا ہے ۔ اس طریقے سے پانی یوں پیا جاتا ہے کہ پانی پینے والا پانی اس طریقے سے پیتا ہے کہ نہ تو برتن اس کے لب سے یا منہ سے لگتا ہے کیونکہ اس برتن کو منہ کے اوپر ہاتھ سے اٹھا کر وہ منہ میں پانی ڈالتا ہے ۔ ہندوستانی اس طرح پانی پینے کے اتنے عادی ہوتے ہیں کہ لطف لینے کے لئے متواتر اپنے برتنوں سے اسی طرح پانی پی کر اس کی عادت ڈال لیتے ہیں ۔ اپنے اور دوسروں کو محفوظ کرنے کے لئے پیٹرا نے "ہوا میں پانی پینے کے" اس طریقے کی نقل کی تھی ۔ اس نے اس طریقے سے شراب پی تھی ۔

احمد آباد کے مہادیو کے مندر کے جوگی :

وہ ہمیشہ مندر میں کم و بیش برہنہ کھڑے رہتے تھے ۔ صرف پوشیدہ رکھنے والے ان کے جسم کے حصے کپڑوں سے ڈھکے ہوتے تھے ۔ وہ بھی اچھے نہیں ہوتے تھے " وہ لوگ جٹائیں رکھتے اور اپنے ماتھوں پر صندل ، کیسری اور دوسرے رنگوں کی لیپ کر لیتے تھے : ان کے

علاوہ ان کے جسم کے دوسرے حصے" بلا کسی ذرا سی ناپاکی کے صاف اور چکنے ہوتے تھے"۔ ان کے مقابلے میں دوسرے سادھو تھے جن کے جسموں میں بھبھوت ملی ہوتی تھی مورتی کے کمرے کے اندر چراغ (دیا) کے سامنے بعض جوگی کھڑے رہتے تھے۔

کمبیات کی رقاصائیں:

"رات کے وقت گھر میں ہم رقص سے محظوظ ہوئے۔ یہ رقص بعض مسلمان رقاصاؤں اور گانے والیوں نے پیش کیا۔ (کیونکہ شرفا میں یہ کام کوئی نہیں کرتا)۔ ان کے پاس ہندوستانی سازوسامان تھا جیسے نقارہ، اور پیروں میں گھنگرو۔ اسی طرح کے اور بھی ساز تھے جن سے آواز پیدا ہوتی تھی۔ گاکر، رقص کرکے ساز بجا کر جب ہم رات کا کھانا کھا رہے تھے اپنا فن پیش کیا۔ لیکن ان کا گانا، جس میں بہت شور ہوتا تھا میرے لئے خوشگوار ہونے کے بجائے بہت ناخوشگوار تھا۔"

سواری گاڑیاں:

ان لوگوں کی سواریوں کی گاڑیوں کی چھتیں عام طور پر ڈھکی ہوتی تھیں۔ اور لال ریشمی رنگ کے پردے پڑے ہوتے تھے جن میں ریشمی گوٹیں لگی ہوتی تھیں۔ ان گاڑیوں کو سفید بہت بڑے بیل کھینچتے تھے جو گھوڑوں کی طرح دوڑتے اور سرپٹ بھاگتے تھے۔ ان کی گردنوں میں گھنٹیاں بندھی ہوتی تھیں اور جسم پر جھولیں۔ جب وہ گلیوں یا سڑکوں پر دوڑ لگاتے تو کافی دور سے ان کی آواز سنائی دیتی۔ ایسی باتوں سے "شاندار ایک منظر سامنے آجاتا تھا"۔ یہ بیل گاڑیاں نہ صرف شہروں بلکہ دیہاتوں میں بھی استعمال کی جاتی تھیں۔

پان:

صحت، مزے اور لطف کے لئے ہندوستانی سارے دن پان چباتے رہتے تھے۔ اس کی وجہ سے لوگوں کے ہونٹ اور منہ کا رنگ لال ہوجاتا تھا۔ اس بات کو بھی وہ اچھا سمجھتے تھے "بہت دیر چبا لینے کے بعد اس کے رس کو وہ نگل جاتے تھے اور بقیہ کو "اُگل" دیتے